بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصہ تفسیر قرآن (پارہ نمبر:15)

پندریں پارے میں دوسورتیں ہیں: سورۃ بنی اسرائیل اورسورۃ الکہف۔

سورۃ بنی اسرائیل

سورۃ بنی اسرائیل کوسورۃ اسراء بھی کہاجاتا ہے۔اور یہ سورت مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔جب کفار کاظلم وستم اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا،اور رسول اللہ ﷺ کی غمگسار بیوی اور محافظ بلکہ ڈھال بنا ہوا چچا وفات پاچکے تھے،یعنی آپ کا گھربھی ویران ہو چکا تھا اور ابوطالب کی وفات کے بعد آپ ﷺ بے سہارا ہو چکے تھے،بلکہ قبیلہ کا سربراہ ابولہب بن چکا تھا،جس نے سربراہ بننے کے بعد پہلا فیصلہ یہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کوقبیلہ سے خارج کردیا۔تب رسول اللہ ﷺ نے پریشانی کے عالم میں مکہ سے ہجرت کرکے طائف جانے کا فیصلہ کیا۔اپنے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کوساتھ لے کر طائف کارخ کیا،وہاں کےسرداروں سے ملاقات کی اوران سے پناہ دینے کی درخواست کی،مگروہ مکہ والوں کی ناراضگی مول لے کرآپ ﷺ کو پناہ نہیں دینا چاہتے تھے۔مزید انھوں نے مکہ والوں کوخوش کرنے کے لیےرسول اللہ ﷺ پر بے پناہ ظلم کیا اورآپ کوطائف سے نکال دیا۔گویا کہ رسول اللہ ﷺ دنیوی اعتبار سے بےسہارا ہو گئے۔تب اللہ تعالیٰ نے معراج کے ذریعے آپ ﷺ کے غم کو ہلکا کرنے اور آپ کو یہ تسلی دینے کے لیےمعراج کاسفرکرایا کہ اگرلوگ نہیں توآپ کارب آپ کےساتھ ہے۔

○اس سفر میں جبریل علیہ السلام نے آپ کو مدینہ منورہ دیکھایا اوراس سورت میں ہجرت کی دعا سیکھا کر ہجرت مدینہ کی خبردی گئی ہے۔

○چونکہ ہجرت کے بعدرسول اللہ ﷺ کا واسطہ بنی اسرائیل سے پڑنے والا تھا،اس لیےاس سورت میں ان کی تاریخی،ان کودی جانے والی تورات کی اصلی تعلیمات سے اگاہ کیا گیا اوران کی معزولی کااعلان کیا گیا۔

سفرسراءومعراج:

رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ سے بیت المقدس تک، پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں تک کا سفر کروایا گیا۔ سفر کے پہلے حصہ میں جو زمین پر سفر کیا، اسے اسراء، اور دوسرے حصے یعنی آسمانی سفر کو معراج کہا جاتا ہے۔ اس سورت میں صرف اسراء کا تذکرہ ہے۔ اس سفر کا مقصد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی قدرتوں اور اس کی بادشاہت کے نظارے کرانا تھا اور یہ نبیوں کا خاص مقام ہے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بھی کئی طریقوں سے اللہ کی بادشاہت کے نظارے کرائے گئے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (سورة بنی اسرائیل:1)

پاک ہے وہ جو رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو حرمت والی مسجد سے بہت دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے ارد گرد کو ہم نے بہت برکت دی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

بنی اسرائیل کی تاریخ عروج وزوال:

معراج کا زمینی سفر مکہ سے بیت المقدس تک تھا۔ اس کا مقصد رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ اور فتح بیت المقدس کی خوشخبری دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کے عروج وزوال کی تاریخ بیان کر کے مشرکین عرب کو تنبیہ کی گئی ہے کہ انھیں بنی اسرائیل کے عروج وزوال سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (سورة بنی اسرائیل:2-10

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز نہ

پکڑو۔اے ان لوگوں کی اولاد جنھیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا! بے شک وہ بہت شکر گزار بندہ تھا۔اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں فیصلہ سنا دیا تھا کہ بے شک تم زمین میں ضرور دو بار فساد کرو گے اور بے شک تم ضرور سرکشی کرو گے، بہت بڑی سرکشی۔ پھر جب ان دونوں میں سے پہلی کا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے سخت لڑائی والے کچھ بندے بھیجے، پس وہ گھروں کے اندر گھس گئے اور یہ ایسا وعدہ تھا جو (پورا) کیا ہوا تھا۔ پھر ہم نے تمھیں دوبارہ ان پر غلبہ دیا اور تمھیں مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمھیں تعداد میں زیادہ کر دیا۔ اگر تم نے بھلائی کی تو اپنی جانوں کے لیے بھلائی کی اور اگر برائی کی تو انھی کے لیے، پھر جب آخری بار کا وعدہ آیا (تو ہم نے اور بندے تم پر بھیجے) تاکہ وہ تمھارے چہرے بگاڑ دیں اور تاکہ وہ مسجد میں داخل ہوں، جیسے وہ پہلی بار اس میں داخل ہوئے اور تاکہ جس چیز پر غلبہ پائیں اسے برباد کر دیں، بری طرح برباد کرنا۔تمھارا رب قریب ہے کہ تم پر رحم کرے اور اگر تم دوبارہ کرو گے تو ہم (بھی) دوبارہ کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے۔ بلاشبہ یہ قرآن اس (راستے) کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ بے شک ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔اور یہ کہ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

○ سیدنا طالوت علیہ السلام، سیدنا داود علیہ السلام سے انھیں جو حکومت ملی تھی، جس کا تذکرہ دوسرے پارے میں گزر چکا ہے، اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دور سے بنی اسرائیل کو عروج حاصل ہوا تھا۔ پھر ان میں بھی شرک، قبائلی عصبیت اور دیگر برائیاں پیدا ہوگئیں۔ان کی بداعمالیوں کے سبب آشوریوں نے سیدنا عیسی علیہ السلام کی پیدائش سے 721 سال پہلے یعنی آج سے 28 سو سال پہلے آشوریوں نے ان پر حملہ کر دیا، ہزاروں اسرائیلی قتل کر دیئے گئے۔اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

○ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک مشروط پیش کش کی، کہ اگر تم سدھر جاؤ:

(إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا)

مگر انھوں نے دوسری بار حکومت ملنے کے بعد ان کی سرکشیاں پہلے سے بھی بڑھ گئیں۔انھوں نے دین اسلام کا صریح انکار کیا، سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا، اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی گرفتار کیا اور قتل کرنے کی کوشش کی ۔ وہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔تب اللہ تعالیٰ نے ان پر رومی سلطنت کے بادشاہ ٹائٹس (Titus) نے 70 عیسوی میں حملہ کر کے ہزاروں لوگوں کو قتل کر کے بیت المقدس کو برباد

کردیا

○اب پھر قرآن مجید نے انھیں وارننگ دی {وان عدتم عدنا} اب اگر تم نے وہی حرکتوں کا ارتکاب کیا جو پہلے کی تھیں، تو ہم بھی تمہارے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو پہلے تم سے کیا تھا۔

انسان کی کامیابی اور ہلاکت کے اصول:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی اور ہلاکت کے اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا مَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ وَكَفَى بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا (سورة بنی اسرائیل:13۔17

اور ہر انسان کو، ہم نے اسے اس کا نصیب اس کی گردن میں لازم کردیا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کے لیے ایک کتاب نکالیں گے، جسے وہ کھولی ہوئی پائے گا۔ اپنی کتاب پڑھ، آج تو خود اپنے آپ پر بطور محاسب کافی ہے۔ جس نے ہدایت پائی تو وہ اپنی ہی جان کے لیے ہدایت پاتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو اسی پر گمراہ ہوتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اٹھاتی اور ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں، یہاں تک کہ کوئی پیغام پہنچانے والا بھیجیں۔ اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پھر وہ اس میں حکم نہیں مانتے تو اس پر بات ثابت ہوجاتی ہے، پھر ہم اسے برباد کردیتے ہیں، بری طرح برباد کرنا۔ اور ہم نے نوح کے بعد کتنے ہی زمانوں کے لوگ ہلاک کردیے اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی پوری خبر رکھنے والا، سب کچھ دیکھنے والا کافی ہے۔

یعنی اب کامیابی اور ہلاکت کے اصول تمہارے سامنے ہیں، اب تم پر ہے کہ تم اپنے لیے کس راستے کا انتخاب کرتے ہوئے۔ اب تمہارے پاس اللہ کا نبی آچکا ہے، سنبھل جاؤ اور ان کی دعوت کو قبول کرلو، ورنہ مٹا دیئے جاؤ گے۔

اسلامی ریاست کے بنیادی اصول:

اللہ تعالیٰ نے یہود کو دس احکام دیئے تھے، جن پر ان کی سلطنت اور معاشرت کی بنیاد تھی۔ وہ دس اصول

چونکہ یونیورسل اور ابدی اصول ہیں، اس لیے اس سورت میں ان احکام کا تذکرہ کیا گیا۔

- عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی۔
- والدین کے ساتھ انتہا درجہ کا احسان:

وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا (سورة بنی اسرائیل: 23-25)

اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر کبھی تیرے پاس دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ ہی جائیں تو ان دونوں کو اف مت کہہ اور نہ انھیں جھڑک اور ان سے بہت کرم والی بات کہہ۔ اور رحم دلی سے ان کے لیے تواضع کا بازو جھکا دے اور کہہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جیسے انھوں نے چھوٹا ہونے کی حالت میں مجھے پالا۔ تمھارا رب زیادہ جاننے والا ہے جو تمھارے دلوں میں ہے۔ اگر تم نیک ہو گے تو یقیناً وہ بار بار رجوع کرنے والوں کے لیے ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا ہے۔

- رشتہ داروں، مساکین اور مسافروں کی مدد اور تعاون:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ (سورة بنی اسرائیل: 26)

اور رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کر، بے جا خرچ کرنا۔

- فضول خرچی سے پرہیز۔ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (سورة بنی اسرائیل: 27)

بے شک بے جا خرچ کرنے والے ہمیشہ سے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ سے اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے۔

- مانگنے والوں کو نرمی سے جواب دینا:

وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا (سورة بنی اسرائیل: 28)

اور اگر کبھی تو ان سے بے توجہی کر ہی لے، اپنے رب کی کسی رحمت کی تلاش کی وجہ سے، جس کی تو امید

رکھتا ہو تو ان سے وہ بات کہہ جس میں آسانی ہو۔

○ کنجوسی نہ کرو:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا (سورة بنی اسرائیل: 29-30)

اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا کر لے اور نہ اسے کھول دے، پورا کھول دینا، ورنہ ملامت کیا ہوا، تھکا ہارا ہو کر بیٹھ رہے گا۔ بے شک تیرا رب رزق فراخ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے، بے شک وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔

○ مفلسی کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا (سورة بنی اسرائیل: 31)

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ہی انھیں رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی۔ بے شک ان کا قتل ہمیشہ سے بہت بڑا گناہ ہے۔

○ زنا کے قریب نہ جاؤ:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (سورة بنی اسرائیل: 32)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بے شک وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔

○ کسی کو ناحق قتل نہ کرو:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا (سورة بنی اسرائیل: 33)

اور اس جان کو قتل مت کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو شخص قتل کر دیا جائے، اس حال میں کہ مظلوم ہو تو یقینا ہم نے اس کے ولی کے لیے پورا غلبہ رکھا ہے۔ پس وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے، یقینا وہ مدد دیا ہوا ہوگا۔

○ یتیم کا مال نہ کھاؤ:

○ عہد پورا کرو:

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ

مَسْئُولًا (سورة بنی اسرائیل:34)

اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، مگر اس طریقے سے جو سب سے اچھا ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کا سوال ہوگا۔

○ماپ اور توپ پورا کرو:

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (سورة بنی اسرائیل: 35)

اور ماپ کو پورا کرو، جب ماپو اور سیدھی ترازو کے ساتھ وزن کرو۔ یہ بہترین ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت زیادہ اچھا ہے۔

○جس چیز کا علم نہ ہو، اس پر اڑو نہیں:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (سورة بنی اسرائیل: 36)

اور اس چیز کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک، اس کے متعلق سوال ہوگا۔

○زمین پر اکڑ کر نہ چلو:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (سورة بنی اسرائیل:37)

اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک تو نہ کبھی زمین کو پھاڑے گا اور نہ کبھی لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچے گا۔

آخر میں فرمایا:

كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَى فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا (سورة بنی اسرائیل:38۔39)

یہ سب کام، ان کا برا تیرے رب کے ہاں ہمیشہ سے ناپسندیدہ ہے۔ یہ اس میں سے ہیں جو تیرے رب نے حکمت میں سے تیری طرف وحی کی اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا، پس تو ملامت کیا ہوا، دھتکارا ہوا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

○اس سورت میں بتانے کا مقصد یہ ہے کہ یہی احکام بنی اسرائیل کو دیئے گئے تھے، مگر انھوں نے ان

کی پاسداری نہیں کی، اس لئے انھیں امامت عالم کے منصب سے معزول کر کے دوسری قوم کو انھیں شرائط پر یہ منصب دیا جارہا ہے۔

شیطان کو فساد برپا کرنے کا موقع نہ دو:

مسلمان کو ہمیشہ اچھی بات کرنی چاہئے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

کہ جب بھی بات کرو، تو اچھی بات کرو، ورنہ خاموش رہو۔ ہر بڑا جھگڑا چھوٹی سی غلط بات سے شروع ہوتا ہے۔ جو غلط بات سے بچ جائے، وہ بڑے بڑے لڑائی جھگڑوں سے محفوظ رہتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا (سورة بنی اسرائیل:53)

اور میرے بندوں سے کہہ دے وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو، بے شک شیطان ان کے درمیان جھگڑا ڈالتا ہے۔ بے شک شیطان ہمیشہ سے انسان کا کھلا دشمن ہے۔

پہلی قومیں بھی اولیاء ہی کی پوجا کرتی تھیں:

ہمارے ہاں عام طور پر مشہور ہے کہ سابقہ قومیں بتوں کو پوجتی تھیں، اس لیے انھیں مشرک کہا گیا ہے اور اس دور کے لوگ تو اولیاء کی تعظیم کرتے اور انھیں اللہ کے ہاں وسیلہ سمجھتے ہیں، اس لیے انھیں مشرک نہیں کہا جا سکتا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پہلے دور کے لوگ بھی اولیاء ہی کو پکارتے اور اللہ تک پہنچنے کا انھیں وسیلہ بناتے تھے اور جو بت تھے درحقیقت وہ بھی اولیاء ہی کے بنائے گئے تھے۔ قرآن مجید نے ان کے معبودوں کے متعلق فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا (سورة بنی اسرائیل:56-57)

کہہ پکارو ان کو جنھیں تم نے اس کے سوا گمان کر رکھا ہے، پس وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کے مالک ہیں اور نہ بدلنے کے۔ وہ لوگ جنھیں یہ پکارتے ہیں، وہ (خود) اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں، جو ان

میں سے زیادہ قریب ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب وہ ہے جس سے ہمیشہ ڈرا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکالنے کے لیے کوشش کرنے والوں کو دھمکی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا (سورۃ بنی اسرائیل:76-77)

اور بے شک وہ قریب تھے کہ تجھے ضرور ہی اس سرزمین سے پھسلا دیں، تاکہ تجھے اس سے نکال دیں اور اس وقت وہ تیرے بعد نہیں ٹھہریں گے مگر کم ہی۔ ان کے طریقے (کی مانند) جنھیں ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا اور تو ہمارے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

○ مزید فرمایا:

فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَفِزَّهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا (سورۃ بنی اسرائیل: 103-104)

تو اس نے ارادہ کیا کہ انھیں اس سرزمین سے پھسلا دے تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے، سب کو غرق کر دیا۔ اور ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس سرزمین میں رہو، پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تمھیں اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔

یعنی فرعون نے بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے نکالنے اور اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی، مگر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا، اور ان کی زمین کا بنی اسرائیل کو وارث بنا دیا۔ اے اہل مکہ اگر تم نے میرے رسول اور میرے بندوں کو یہاں سے نکالنے کی کوشش کرو گے، تو نتیجتاً تمھارے ساتھ وہی کچھ ہوگا جو فرعون کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ہجرت کی تیاری کا حکم:

جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مصر سے ہجرت کرنے کی تیاری کا حکم دیا، تو انھیں نماز کی پابندی کرنے کا حکم دیا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ کو تہجد کی پابندی کرنی چاہیے۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (سورة بنی اسرائیل: 78۔81)

نماز قائم کر سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور فجر کا قرآن (پڑھ)۔ بے شک فجر کا قرآن ہمیشہ سے حاضر ہونے کا وقت رہا ہے۔ اور رات کے کچھ حصے میں پھر اس کے ساتھ بیدار رہ، اس حال میں کہ تیرے لیے زائد ہے۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے۔ اور کہہ اے میرے رب! داخل کر مجھے سچا داخل کرنا اور نکال مجھے سچا نکالنا اور میرے لیے اپنی طرف سے ایسا غلبہ بنا جو مددگار ہو۔ اور کہہ دے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والا تھا۔

اس وقت میں نماز کا حکم دینے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ سے رابطے اور اس کی مدد حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ ساتھ تسلی دی کہ حق بہرحال غالب آ کر رہے گا اور باطل ایک نہ ایک دن مٹنے والا ہے۔ اور ایسا ہو کر رہے گا۔

سورۃ الکہف

سورۃ الکہف مکی زندگی کے درمیانے دور میں نازل ہوئی۔ جب مسلمان اہل مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا سوچ رہے تھے۔ اس سورت میں پہلی امت کے نوجوانوں کی ہجرت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اہل مکہ کے ظلم نہ پہلے ظلم و ستم ہیں اور نہ مسلمانوں کی ہجرت کوئی پہلی ہجرت ہے، ظلم کافروں کا اور ہجرت مسلمانوں کا شعار رہی ہے۔

سورۃ الکہف کی فضیلت:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

جس شخص نے سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات حفظ کر لیں، اسے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھا جائے گا

[سنن ابی داود:4323]

○ دوسری روایت میں ہے کہ جس نے سورۃ الکھف کی پہلی تین آیات پڑھ لیں، وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

[ترمذی:2868۔ صحیح]

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے جمعہ کے دن سورۃ الکھف کی تلاوت کی، اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان تک روشنی باقی رہے گی۔

[سنن البیھقی: 5792]

اس سورت کا نام اصحاب کھف کے نام پر رکھا گیا ہے۔ سن 249 میں روم کا بادشاہ دقیانوس سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں پر بہت ظلم کرتا تھا۔ کچھ نوجوان مسلمان ہوئے، اب انھیں خطرہ پیدا ہوا کہ بادشاہ انھیں سنگسار کردے گا، تب انھوں نے رات کے اندھیرے میں ہجرت اختیار کی، ان میں سے ایک شخص کے گھر کا کتا بھی ان کے ساتھ چل پڑا، کوشش کے باوجود واپس نہ ہوا۔ جب صبح ہونے لگی، تو وہ ایک اندھیرے غار میں جا کر چھپ گئے کہ رات ہوگی تو پھر سفر شروع کریں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انھیں وہیں پر سلا دیا اور وہ اس غار میں تین سو نو سال تک سوئے رہے۔ جب بادشاہ کو جب خبر ملی، تو اس نے انھیں ڈھونڈنے کی پوری کوشش کی، مگر اللہ تعالیٰ نے ان پر پردہ ڈالے رکھا۔ بادشاہ نے ایک بورڈ پر ان نوجوانوں کے نام اور حلیہ وغیرہ لکھ کر خزانہ میں محفوظ کروا دیا، یعنی یہ جب بھی ملیں، انھیں پکڑا جائے اور سزا دی جائے۔ ایمان کی یہ تحریک کبھی تیز کبھی سست چلتی رہی، ایک وقت آیا کہ وہاں کا بادشاہ مسلمان ہوگیا اور لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ پھر ان میں قیامت کے دن زندہ ہونے کے متعلق جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے اللہ سے دعا کی کہ کوئی ایسی نشانی دیکھا کہ لوگ آخرت پر ایمان لے آئیں۔ تب اللہ تعالیٰ اصحاب کھف کو نیند سے بیدار کیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو انھیں کچھ خبر نہ تھی کہ وہ کتنی دیر سوئے رہے ہیں۔ انھوں نے بھوک محسوس کی تو ایک شخص کو پیسے دے کر بھیجا کہ شہر سے پاکیزہ کھانا لے کر آؤ اور پورے احتیاط سے جانا، کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ جب وہ ہوٹل پر پہنچا، کھانا پیک کروایا، پیسے دیئے تو ہوٹل والوں نے پکڑ لیا کہ یہ اتنے پرانے پیسے کہاں سے لئے ہیں؟ وہ تو شہر کا نقشہ دیکھ کر پہلے ہی پریشان تھا، بس احتیاط کے پیش نظر کسی سے پوچھنے کی ہمت نہ تھی۔ ہوٹل والوں نے سمجھا کہ شائدا سے کوئی خزانہ ملا ہے۔ چونکہ خزانہ حکومت کا حق تھا، اس لیے وہ اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب بادشاہ نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ تو وہی نوجوان ہیں جن کے نام بورڈ میں لکھ کر خزانہ میں محفوظ کیا گیا تھا۔ تب بادشاہ اور دوسرے لوگ انھیں لینے کے لیے غار تک پہنچے اور اس شخص کو اندر بھیجا کے جاؤ سب کو بلا کر لاؤ کہ اب آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے، مگر وہ شخص جب غار میں داخل ہوا، اللہ تعالیٰ نے دوبارہ انھیں موت دے دی۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ

فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا وَكَذَلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا (سورة الكهف: 9-22)

یا تو نے خیال کیا کہ غار اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب چیز تھے؟ جب ان جوانوں نے غار کی طرف پناہ لی تو انھوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے کوئی رحمت عطا کر اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں کوئی رہنمائی مہیا فرما۔ تو ہم نے غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سال پردہ ڈال دیا۔ پھر ہم نے انھیں اٹھایا، تاکہ ہم معلوم کریں دونوں گروہوں میں سے کون وہ مدت زیادہ یاد رکھنے والا ہے جو وہ ٹھہرے۔ ہم تجھ سے ان کا واقعہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں، بے شک وہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے انھیں ہدایت میں زیادہ کر دیا۔ اور ہم نے ان کے دلوں پر بند باندھ

دیا، جب وہ کھڑے ہوئے تو انھوں نے کہا ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے، ہم اس کے سوا کسی معبود کو ہرگز نہ پکاریں گے، بلاشبہ یقینا ہم نے اس وقت حد سے گزری ہوئی بات کہی۔ یہ ہماری قوم ہے، جنھوں نے اس کے سوا کئی معبود بنا لیے، یہ ان پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے، پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اور جب تم ان سے الگ ہو چکے اور ان چیزوں سے بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو کسی غار کی طرف (جا کر) پناہ لے لو، تمھارا رب تمھارے لیے اپنی کچھ رحمت کھول دے گا اور تمھارے لیے تمھارے کام میں کوئی سہولت مہیا کر دے گا۔ اور تو سورج کو دیکھے گا جب وہ نکلتا ہے تو ان کی غار سے دائیں طرف کنارہ کر جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو کترا جاتا ہے اور وہ اس (غار) کی کھلی جگہ میں ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، جسے اللہ ہدایت دے سو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے گمراہ کر دے، پھر تو اس کے لیے ہرگز کوئی رہنمائی کرنے والا دوست نہ پائے گا۔ اور تو انھیں جاگتے ہوئے خیال کرے گا، حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم دائیں اور بائیں ان کی کروٹ پلٹتے رہتے ہیں اور ان کا کتا اپنے دونوں بازو دہلیز پر پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر تو ان پر جھانکے تو ضرور بھاگتے ہوئے ان سے پیٹھ پھیر لے اور ضرور ان کے خوف سے بھر دیا جائے۔ اور اسی طرح ہم نے انھیں اٹھایا، تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں، ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم کتنی دیر رہے؟ انھوں نے کہا ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے، دوسروں نے کہا تمھارا رب زیادہ جاننے والا ہے جتنی مدت تم رہے ہو، پس اپنے میں سے ایک کو اپنی یہ چاندی دے کر شہر کی طرف بھیجو، پس وہ دیکھے کہ اس میں کھانے کے لحاظ سے زیادہ ستھرا کون ہے، پھر تمھارے پاس اس سے کچھ کھانا لے آئے اور نرمی و باریک بینی کی کوشش کرے اور تمھارے بارے میں کسی کو ہرگز معلوم نہ ہونے دے۔ بے شک وہ اگر تم پر قابو پا لیں گے تو تمھیں سنگسار کر دیں گے، یا تمھیں دوبارہ اپنے دین میں لے جائیں گے اور اس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے۔ اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان پر مطلع کر دیا، تاکہ وہ جان لیں کہ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ بے شک قیامت، اس میں کوئی شک نہیں۔ جب وہ ان کے معاملے میں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو انھوں نے کہا ان پر ایک عمارت بنا دو۔ ان کا رب ان سے زیادہ واقف ہے، وہ لوگ جو ان کے معاملے پر غالب ہوئے انھوں نے کہا ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے۔ عنقریب وہ کہیں گے تین ہیں، ان کا چوتھا ان کا کتا ہے اور کہیں گے پانچ ہیں، ان کا چھٹا ان کا کتا ہے، بن دیکھے پتھر پھینکتے ہوئے اور کہیں گے سات ہیں، ان کا آٹھواں ان کا کتا ہے۔ کہہ دے میرا رب ان کی تعداد سے زیادہ واقف ہے،

انھیں بہت تھوڑے لوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا،سوتو ان کے بارے میں سرسری بحث کے سوا بحث نہ کر اور ان لوگوں میں سے کسی سے ان کے بارے میں فیصلہ طلب نہ کر۔

یہ واقعہ بیان کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ یہود نے مشرکین مکہ کے ذریعے یہ سوال بھیجا تھا کہ اصحابِ کہف کون تھے اور کتنے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ کل بتاؤں گا۔ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے سبق سکھانے کے لیے سترہ دنوں تک وحی روکے رکھی، وہ لوگ روز آتے اور اپنے سوالوں کے جواب مانگتے۔ مگر آپ ﷺ کے پاس جواب نہ ہوتا۔ سترہ دنوں کے بعد وحی نازل ہوئی، یہ واقعہ بیان کیا گیا، مزید دو ہدایات دی گئی۔

① اہل کتاب میں اختلاف ہے کہ اصحاب کھف کی تعداد کتنی تھی۔ کوئی تین بتاتا ہے، کوئی پانچ اور کوئی سات کہتا ہے۔ تو فرمایا:

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا (سورة الكهف: 22)

عنقریب وہ کہیں گے تین ہیں، ان کا چوتھا ان کا کتا ہے اور کہیں گے پانچ ہیں، ان کا چھٹا ان کا کتا ہے، بن دیکھے پتھر پھینکتے ہوئے اور کہیں گے سات ہیں، ان کا آٹھواں ان کا کتا ہے۔ کہہ دے میرا رب ان کی تعداد سے زیادہ واقف ہے، انھیں بہت تھوڑے لوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا، سوتو ان کے بارے میں سرسری بحث کے سوا بحث نہ کر اور ان لوگوں میں سے کسی سے ان کے بارے میں فیصلہ طلب نہ کر۔

② کبھی بھی کسی کام کا وعدہ کرتے ہوئے ان شاء اللہ ضرور کہا کریں:

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا (سورة الكهف: 23-24)

اور کسی چیز کے بارے میں ہرگز نہ کہہ کہ میں یہ کام کل ضرور کرنے والا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کو یاد کر جب تو بھول جائے اور کہہ امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے قریب تر بھلائی کی ہدایت دے گا۔

ہمیشہ مسلمانوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے:

ہمیشہ آدمی کو مسلمان اور دینداروں کی مجلس میں بیٹھنا چاہئے، اگر چہ بظاہر فائدہ نظر نہ آئے۔ اور دنیا

داروں کی مجالس سے پرہیز کرنا چاہیئے، اگر چہ بظاہر اس میں فائدہ نظر آئے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا
(سورۃ الکہف: 28)

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھ جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں اور تیری آنکھیں ان سے آگے نہ بڑھیں کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت چاہتا ہو اور اس شخص کا کہنا مت مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام ہمیشہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔

مال و دولت پر فخر اور غرور نہیں کرنا چاہیئے:

مال و دولت اللہ کی عطا کردہ چیزیں ہیں، ان پر فخر اور غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حکایت کے ذریعے مومن مالدار اور کافر مالدار کی سوچ میں فرق واضح کیا ہے اور تکبر کے انجام دے باخبر کیا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا فَعَسَى رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَى مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا (سورۃ الکہف: 32-44)

اور ان کے لیے ایک مثال بیان کر، دو آدمی ہیں، جن میں سے ایک کے لیے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنائے اور ہم نے ان دونوں کو کھجور کے درختوں سے گھیر دیا اور دونوں کے درمیان کچھ کھیتی رکھی۔ دونوں باغوں نے اپنا پھل دیا اور اس سے کچھ کمی نہ کی اور ہم نے دونوں کے درمیان ایک نہر جاری کر دی۔ اور اس کے لیے بہت سا پھل تھا تو اس نے اپنے ساتھی سے، جب اس سے باتیں کر رہا تھا، کہا میں تجھ سے مال میں

زیادہ اور نفری کے لحاظ سے زیادہ باعزت ہوں ۔ اور وہ اپنے باغ میں اس حال میں داخل ہوا کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا، کہا میں گمان نہیں کرتا کہ یہ کبھی برباد ہوگا۔ اور نہ میں قیامت کو گمان کرتا ہوں کہ قائم ہونے والی ہے اور واقعی اگر مجھے میرے رب کی طرف لوٹایا گیا تو یقینا میں ضرور اس سے بہتر لوٹنے کی جگہ پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے، جب کہ وہ اس سے باتیں کر رہا تھا، اس سے کہا کیا تو نے اس کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے حقیر مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک قطرے سے، پھر تجھے ٹھیک ٹھاک ایک آدمی بنا دیا۔ لیکن میں، تو وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے یہ کیوں نہ کہا جو اللہ نے چاہا، کچھ قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے اگر تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں مال اور اولاد میں تجھ سے کم تر ہوں۔ تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا کر دے اور اس پر آسمان سے کوئی عذاب بھیج دے تو وہ چٹیل میدان ہو جائے۔ یا اس کا پانی گہرا ہو جائے، پھر تو اسے کبھی تلاش نہ کر سکے گا۔ اور اس کا سارا پھل مارا گیا تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنی ہتھیلیاں ملتا تھا اس پر جو اس میں خرچ کیا تھا اور وہ اپنی چھتوں سمیت گرا ہوا تھا اور کہتا تھا اے کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا۔ اور اللہ کے سوا اس کا کوئی گروہ نہ تھا جو اس کی مدد کرتے اور نہ وہ (خود) بچنے والا تھا۔ وہاں ہر طرح کی مدد اللہ سچے کے اختیار میں ہے، وہ ثواب دینے میں بہتر اور انجام کی رو سے زیادہ اچھا ہے۔

○اس کے بعد فرمایا:

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا
(سورة الكهف: 46)

مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے ہاں ثواب میں بہتر اور امید کی رو سے زیادہ اچھی ہیں۔

○اس کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے، جو بہت دلچسپ ہے۔ اس کا ایک آدھا حصہ پندرویں پارے میں اور کچھ حصے سولہویں پارے میں ہے، جو آئندہ پارے میں بیان ہوگا۔

❀❀❀❀❀❀

رائٹر
الشیخ عبدالرحمن عزیز
03084131740
ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی 03086222418
حافظ عثمان بن خالد مرجالوی 03036604440
حافظ طلحہ بن خالد مرجالوی 03086222416